درۃ التنزیل وغرۃ التاویل کے مصنف کی تحقیق

ڈاکٹر عمر العارسیی

ترجمہ وتلخیص: جناب اشہد رفیق ندوی

بعض مصادر نے اس کتاب کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب الاسکافی (متوفی ۴۲۰ھ) کی جانب منسوب کیا ہے، جیسا کہ یاقوت کی "معجم الادباء" اور سیوطی کی "الاتقان" میں اس کی صراحت ہے[۱] چنانچہ یہ کتاب کم ازکم دوبار اسی مصنف کے نام سے شائع بھی ہوچکی ہے[۲]۔

اس کتاب کی نسبت خطیب الاسکافی کی جانب تحقیق طلب ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ کتاب کے اصل مصنف امام راغب اصفہانی ہیں، جو کہ پانچویں صدی ہجری کے اوائل تک حیات رہے ہیں دونوں مصنف کی کتابوں میں نام کا صرف معمولی سا فرق ہے، خطیب الاسکافی کی جانب منسوب کتاب کا نام "درۃ التنزیل وغرۃ التاویل" ہے جبکہ امام راغب نے اپنی کتاب کا نام "درۃ التاویل فی متشابہ التنزیل" رکھا ہے۔

میں نے اس کتاب کے حسب ذیل مخطوطات کے سرورق اور اس کے ابتدائی صفحات پر امام راغب اصفہانی کا نام صراحت سے لکھا ہوا دیکھا ہے۔

(۱) ۱۷۶ مکتبہ اسعد آفندی، جامع السلیمانیہ، استنبول۔

(۲) ۲۵ مکتبہ خسرو پاشا، جامع السلیمانیہ، استنبول۔

(۳) ۱۸۰ مکتبہ راغب پاشا، استنبول۔

(۴) ۱۷۴۸/۱/۸۵۰۔ مکتبہ جامع السلطان احمد الثالث۔ استنبول۔

(۵) ۱۷۴۹ع ۱۸۳۰/۱/۱ ،مکتبہ جامع السلطان احمد الثالث - استنبول

(۶) ۷ے تفسیر مکتبہ معہد المخطوطات (جوکہ جامعہ قاہرہ کے تابع ہے) اس کے علاوہ برٹش میوزیم میں موجود نسخہ (نمبر ۵۸۴ اور ۲۳۴) کی مائیکروفلم پر بھی یہی نام ہے۔

ان مختلف مخطوطات میں عناوین اور بعض تراکیب میں ایسے معمولی اختلافات پائے جاتے ہیں جیسے ایک ہی کتاب کے متعدد خطی نسخوں میں عموماً پائے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا مخطوطات میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مکتبہ راغب پاشا میں جو نسخہ موجود ہے وہ "حل متشابہات القرآن" کے نام سے موسوم ہے۔ مکتبہ خسرو پاشا کے نسخہ پر تفسیر المتشابہات[۳] "اور ایک دوسرے نسخہ پر تفسیر القرآن العظیم[۴]" لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح معہد المخطوطات کے نسخہ پر "اسرار التاویل وغرۃ التنزیل[۵]" درج ہے۔ ان معمولی اختلافات کے باوجود یہ تمام نسخے دو اہم باتوں میں مشترک ہیں۔ ایک یہ کہ ان سب کی نسبت صراحۃً امام راغب اصفہانی کی جانب کی گئی ہے[۶]۔ دوسرے کتاب کا اساسی موضوع قرآن مجید کے مترادف الفاظ، صیغے اور ترکیبوں کے دقیق معنوی فرق کو واضح کرنا ہے۔

امام راغب کی جانب اس کتاب کے انتساب کی صحت کو ان باتوں سے بھی تقویت ملتی ہے کہ خود امام راغب نے اپنی بعض تصانیف میں اس کی جانب اشارہ کیا ہے، اسی طرح اس کتاب میں انھوں نے اپنی ان کتابوں کا ذکر کیا ہے جن کی نسبت ان کی جانب مسلم ہے۔ انھوں نے اپنی مشہور کتاب "مفردات القرآن" کے مقدمہ میں اس کتاب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق اور مہلت دی تو اس کتاب کے فوراً بعد ایک ایسی کتاب تصنیف کروں گا، جو مترادف الفاظ کی تحقیق اور ان کے درمیان دقیق معنوی فرق کی وضاحت پر مشتمل ہوگی۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگی کہ ہر خبر کا اس لفظ کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے جو کہ موقع پر اس کے لیے استعمال ہوا ہے، دوسرے ہم معنی الفاظ اس کا بدل نہیں بن سکتے، جیسے ایک جگہ "قلب" کا ذکر آیا ہے تو دوسری جگہ "فواد" آگیا اور پھر تیسری جگہ "صدر" کا لفظ آگیا۔ اسی طرح کسی قصہ کے آخر میں "ان فی ذٰلک لاٰیات لقوم یومنون" تو کہیں "لقوم یتفکرون" کہیں "لقوم یعلمون" کہیں "لقوم یفقھون" کہیں "لذی حجر" اور کہیں "لاولی النھی" جیسے مختلف الفاظ استعمال کیے

گئے ہیں۔ جو شخص حق کو حق اور باطل کو باطل ہونے کی تمیز نہ کر سکے تو وہ "الحمد للہ" کی تفسیر "الشکر للہ" "لاریب فیہ" کی تفسیر لا شك فیہ کردے گا اور وہ اپنے تئیں تفسیر و توضیح کے فرض سے سبکدوش ہو جائے گا۔[۳۳]

انھوں نے مقدمہ "مفردات القرآن" کے اِن الفاظ پر خط کھینچ دیا ہے کہ "ایسی کتاب جو ایک ہی معنی پر مشتمل مترادف الفاظ اور ان کے درمیان باریک فرق کو واضح کرنے والی ہوگی" یعنی یہ کتاب مترادفات کے دقیق معنوی فرق کو واضح کرکے اس عام خیال کی تردید کرے گی کہ مترادف الفاظ بعینہ ایک ہی معنی پر مشتمل ہوتے ہیں، اور یہ ایک دوسرے کے بدل بھی بن سکتے ہیں جیسے ابھی چند مترادفات 'قلب، فواد، صدر' یا اسی طرح 'لَآیَاتٍ لِقَوْمٍ یُؤْمِنُوْنَ'، 'لِقَوْمٍ یَتَفَکَّرُوْنَ'، 'لِقَوْمٍ یَفْقَهُوْنَ' وغیرہ بطور مثال پیش کیے جا چکے ہیں۔ یہ مثالیں ہم شکل صیغوں اور الفاظ کے درمیان دقیق معنوی فرق کی وضاحت کے سلسلہ میں واضح ثبوت فراہم کرتی ہیں۔

امام راغب نے سورہ مائدہ کی چند متشابہ آیات میں فروق کو واضح کرکے اپنے وعدہ کو پورا کر دکھایا ہے وہ آیات یہ ہیں "وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ (المائدہ: ۴۴) اس کے بعد "فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدہ: ۴۵) اور تیسری آیت میں اسی فقرہ کے بعد "فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدہ: ۴۷) آیا ہے۔

کسی کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ کیا وہ آیت جس میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ نہ لینے کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے، ان آیات کے موقع و محل سے مختلف ہے جن میں کہ ترک حکم خداوندی کو ظلم اور فسق قرار دیا گیا ہے۔ پھر اس سوال کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا موقع و محل علیحدہ اور ہر ایک کا معنی جداگانہ ہے۔

اسی طرح انھوں نے سورہ الانعام کی آیات " قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ" "وَقَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ" "اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ" کے معنوی فرق کو واضح کیا ہے، اور اس کا موقع و محل متعین کرنے کی کوشش کی ہے، امام راغب نے کتاب میں مختلف مسائل سے تعرض کیا ہے، پہلے وہ ایک سورہ یا متعدد سورتوں میں جتنی مماثل آیات ہیں ان کو اکٹھا کرتے ہیں پھر ان کے درمیان فرق کو سوال و جواب کے انداز میں واضح کرتے ہیں۔

جہاں تک اس کتاب (درۃ التاویل) میں مصنف کی بعض دوسری کتابوں کے ذکر کا تعلق ہے تو انھوں نے سورۃ الکافرون میں تکرار پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "کوئی اس سورہ میں "تکرار" سے متعلق اگر سوال کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے "جامع التفسیر" میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کے متعدد جوابات دیے ہیں۔ ان میں سے ایک یہاں بھی نقل کیے دیتے ہیں"۔ پھر مصنف کا جواب ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے کہ "کوئی تکرار اس صورت میں ہوتی ہی نہیں جس کا ذکر ہم نے "جامع التفسیر" میں کیا ہے"۔

اس عبارت میں دو جگہ "جامع التفسیر" کا ذکر آیا ہے، جب ہم خطیب الاسکافی کی کتابوں کی فہرست پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں ہمیں "جامع التفسیر" نام کی کوئی کتاب نہیں ملتی، جبکہ امام راغب کی کتاب بعینہ اسی نام سے استنبول کے مکتبہ ایاصوفیا ۲۱۲ نمبر پر موجود ہے۔

ان سب باتوں کے علاوہ امام راغب کا طرز تصنیف اس کتاب میں بالکل نمایاں ہے حسب معمول یہاں بھی انھوں نے بڑی باریک بینی سے کام لیا ہے۔ انھوں نے ان تمام مترادفات کا فرق متعین کر دیا ہے، جن کو سمجھنے میں اکثر لوگوں کو دقت ہوتی ہے۔ معانی کی وضاحت کے لیے انھوں نے اشعار بھی بطور استشہاد پیش کیے ہیں اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جن اشعار کا انھوں نے یہاں ذکر کیا ہے، وہ ان کی دیگر تصنیفات میں بھی پائے جاتے ہیں۔

اس کتاب کا ایک مخطوطہ مکتبۃ السلطان احمد الثالث، استنبول میں[۳] محفوظ ہے۔ اس کے راوی کا بیان ہے کہ اسے خطیب الاسکافی نے املا کرایا ہے۔ روایت اس طرح ہے کہ "ابن الفرج الاردستانی سے روایت ہے کہ لفظی مشابہت رکھنے والی آیات کے بارے میں یہ مسائل خطیب الاسکافی نے قلعہ فخریہ میں املا کرائے" یعنی اس کے املا کرانے والے خطیب الاسکافی ہیں، لیکن کتب خانہ میں اس کتاب کا ریکارڈ امام راغب کی کتاب کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔

ابن الفرج الاردستانی کی روایت بھی محل نظر ہے، خاص طور پر یہ عبارت کہ "اسے خطیب الاسکافی نے املا کرایا ہے"۔ اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ انھوں نے خود اپنی تصنیف کا دوسرے لوگوں کو املا کرا دیا ہو، اور یہ بات عام ہے شیخ اپنی کتابیں اپنے تلامذہ کو املا کرا دیا کرتے تھے۔ دوسرا مطلب اس کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھیں صاحب کتاب کی طرف سے املا کرانے کی اجازت دے دی گئی

ہو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خطیب الاسکافی نے اسے امام راغب کی تصنیف مان کر دوسروں کو املا کرایا ہے، یا اپنی کتاب بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ یا پھر بعد کے لوگوں نے اسے خطیب الاسکافی کی جانب منسوب کر دیا ہے، واضح رہے کہ خطیب الاسکافی کا سنِ وفات ۴۲۰ھ ہے جبکہ امام راغب بھی پانچویں صدی کے اوائل تک حیات رہے ہیں۔[9]

اگرچہ ماخذ میں کہیں اس بات کا کوئی معمولی سا قرینہ بھی نہیں ہے کہ کبھی ان دونوں کی باہم ملاقات اور بالمشافہ گفتگو ہوئی ہو۔ تاہم گذشتہ مباحث اور آئندہ پیش کیے جانے والے نکات کے پیش نظر ہم یہ بات مان لیتے ہیں۔

کتاب کا نام

امام راغب سے منسوب کتاب کا نام اکثر مخطوطات میں جیسا کہ اس سے پہلے وضاحت کی جاچکی ہے، "درۃ التاویل فی متشابہ التنزیل" دیا گیا ہے، اگرچہ اس کتاب کی نسبت ان کی طرف بعض دوسرے ناموں سے بھی کی گئی ہے۔

اس طرح کتاب کا یہ نام اس توضیح سے بڑی مناسبت رکھتا ہے جو اس کے بارے میں امام راغب نے مفردات القرآن کے مقدمہ میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ "ایک ایسی کتاب جو مترادفات کی تحقیق اور ان کے درمیان دقیق معنوی فرق کے بیان پر مشتمل ہوگی" چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ یہ کتاب قرآن کی مماثل آیات کی تاویل سے متعلق ہے اور اس لحاظ سے یہ نام کتاب کے مواد کے پیش نظر زیادہ مناسب ہے۔ بہ نسبت اس کے نئے نام "درۃ التنزیل وغرۃ التاویل فی بیان الآیات المتشابہات فی کتاب اللہ العزیز" جو کہ خطیب الاسکافی کی جانب منسوب کتاب کا نام ہے، مگر قابلِ غور بات یہ ہے کہ اتنا لمبا نام رکھنے کا چوتھی یا پانچویں صدی ہجری تک رواج ہی نہ تھا۔

مقدمۂ کتاب

دونوں کتابوں کی ابتدا ایک مقدمہ سے ہوتی ہے جس کے ابتدائی الفاظ و تراکیب میں بڑی یکسانیت ہے، لیکن یہ یکسانیت صرف ابتدائی چند سطروں تک قائم رہتی ہے مثلاً مقدمہ کی

شروعات ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

اعلموا حملة الكتاب الحكيم و	جان لو! اے کتاب اللہ کے حاملین اور اس
حفظة القرآن الكريم وفقكم الله	کے حفاظ۔ اللہ تمہیں اس کی تلاوت کے ساتھ
بحق علمه بعد حق تلاوته و	اس کے علم کے حق کو ادا کرنے کی توفیق، اور
اذاقكم من تاويله مايشغف	اس کی تاویل وتفسیر کا ایسا ذوق پیدا کرے
قلوبكم بحلاوته۔	جو تمہارے قلوب کو اس کی حلاوت سے مسحور کردے۔

اس کے بعد دونوں مقدمے کی عبارتیں قدرے مختلف ہیں، امام راغب مخطوط میں ایک ایسے لمحے کا ذکر کرتے ہیں جبکہ ان پر قرآن سے بیگانگی طاری ہوگئی تھی، یہ اضطراری بات تھی، اس کے بعد جب ہم خطیب الاسکافی سے منسوب کتاب کی جانب رجوع کرتے ہیں تو اس میں ہمیں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جو کہ امام راغب کے عالی ذوق کے منافی ہے۔

مقدمۂ کتاب کی ابتدائی سطروں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کوئی ایک ہی شخص اس کتاب کا حقیقی اور پہلا مصنف ہے اور بعد کی عبارتوں میں جو اختلافات اور بعض ان باتوں کا تعلق ہے جو امام راغب کے اخلاق سے بعید معلوم ہوتی ہیں تو یہ واضح طور پر بعد کا الحاق واضافہ ہے۔

پھر مقدمہ کی شروعات ہی سے شک وشبہ کو تقویت ملتی ہے اس کی شروعات اس طرح ہوتی ہے" الحمد لله رب العلمين وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم امابعد...... اس سلسلہ میں جبکہ امام راغب کی عادت یہ ہے کہ وہ اپنی کتابوں کے افتتاحیہ میں بہت اختصار سے کام لیتے ہیں، اور طول بیانی سے بچتے ہیں۔ وہ اپنی کتابوں میں تحمید وتمجید کے لیے بہت ہی مختصر دعائیہ جملے استعمال کرنے کے عادی ہیں، مثلاً" رب يسر ولا تعسر" حسبنا الله ونعم الوكيل.... وغیرہ، دوسری بات یہ ہے کہ ان کی تحریروں میں کہیں "امابعد" کا استعمال نہیں پایا جاتا، مذکورہ بالا باتیں اس خیال کو تقویت پہونچاتی ہیں کہ کتاب کے مختلف ہاتھوں میں جانے سے نفس کتاب میں کافی چیزیں باہر کی داخل کردی گئی ہیں۔

الاردستانی کی روایت

ابن الفرج الاردستانی کی جو روایت کتاب کی ابتداء میں پیش کی گئی ہے اور جس سے کتاب کا

انتساب خطیب الاسکافی کی جانب ثابت ہوتا ہے۔ اس کے اندر خود ایسی چیزیں موجود ہیں جن سے اس کی صحت معرض شک میں پڑ جاتی ہے۔ روایت اس طرح ہے کہ "ابن الفرج الاردستانی نے کہا ہے کہ یہ مسائل جو کہ لفظی مشابہت رکھنے والی آیات کے معانی کے بیان پر مشتمل ہیں، انھیں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب نے قلعہ فخریہ میں ایسے وقت میں املا کرایا ہے جبکہ وہاں میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص ایسا موجود نہ تھا جو اس بار گراں کا متحمل ہوتا، چنانچہ میں نے تمام سوالات وجوابات شیخ ہی کے لفظوں میں نقل کر لیے، پھر میں نے شیخ سے درخواست کی کہ آپ کتاب کے لیے کوئی مناسب خطبہ بھی قلم بند کرادیں، چنانچہ شیخ نے برجستہ اس خطبہ کا املا کرادیا، جس طرح کہ انھوں نے اس کے بعد کا سارا مواد (یعنی پوری کتاب) برجستہ املا کرائی تھی۔ اللہ ہی نے اپنی عنایت سے اس کام کو آسان بنایا اور وہی تمام تر شکر وستائش کا مستحق ہے۔"

مذکورہ بالا روایت میں ابن الفرج الاردستانی نے کہا ہے کہ املا کے وقت میرے علاوہ کوئی ایسا شخص موجود نہ تھا جو کتاب کی روایت کرسکتا اور اس بار کا متحمل ہوسکتا یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس تحدید کی کیا ضرورت تھی، اس طرح تو اس کا درجہ وہی ہوجاتا ہے جو حدیث میں خبر آحاد کا ہوتا ہے۔ حالانکہ علمی مزاج سے زیادہ مناسب بات یہ تھی کہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی کتاب کا املا کرتے تاکہ بعد میں اس کی شہادت دے سکتے۔

مزید براں وہ یہ کہتے ہیں کہ خطیب الاسکافی نے برجستہ محض اپنے حافظہ کی مدد سے مقدمہ کتاب املا کرایا ہے، یہ کوئی زیادہ تعجب خیز بات نہیں ہے، مگر اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مقدمہ کے بعد کا سارا مواد بھی جس کی طرف انھوں نے الاسئلہ والاجوبہ کے عنوان سے اشارہ کیا ہے، شیخ نے برجستہ املا کرایا ہے، جو شخص کتاب کی ضخامت وحجم سے واقف ہے، اسے اس چیز کی تصدیق کرنے میں بہرحال دقت محسوس ہوگی کہ اتنی ضخیم کتاب محض یادداشت کی بنیاد پر قلم بند کرائی گئی ہے۔

سوالات کی تمہید

دونوں نسخوں کا موازنہ کرنے سے قاری کو ایک خاص بات یہ نظر آتی ہے کہ مماثل آیات کے درمیان فرق واضح کرنے کے سلسلہ میں دونوں جو تمہید دیتے ہیں اس میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔

سورہ رحمٰن کی آیات وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ میں لفظ میزان کے اعادہ کا مقصد بیان کرنے اور اس بات کا اظہار کرنے کے لیے کہ ان الفاظ میں معنوی تکرار نہیں ہے امام راغب نے متعلقہ آیات کو نقل کرنے کے بعد یہ سوال اٹھایا ہے۔

لما اعاد ذکر المیزان ثلاث مرات اٰخر ھذا الاٰی ؟ — ان آیات کے آخر میں لفظ میزان کا اعادہ تین بار کیوں کیا گیا۔

جہاں تک خطیب الاسکافی کے اسلوب کا تعلق ہے ہر چند کہ ان کا طرز تحریر امام راغب کے طرز سے بڑی مناسبت رکھتا ہے، لیکن یہاں انھوں نے تمہید کے لیے ایک جملہ متعین کر لیا اور ہر جگہ اس کا التزام کرتے ہیں، یعنی وہ زیر بحث آیات نقل کرنے کے بعد للسائل ان یسئال ضرور لکھتے ہیں، انھوں نے پوری کتاب میں ہر جگہ ایک ہی جملہ استعمال کیا ہے۔ گوکہ اس طرز تصنیف سے یہ بات سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ مصنف کی کوششوں میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ تاہم اس سے تصنع اور تکلف بے جا کی بو آتی ہے۔

کتاب کا موضوع بحث

اب تک اس کتاب کے انتساب کے سلسلہ میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں، ان سب کی تائید ایک ایسی بات سے ہوتی ہے جو تنہا ان تمام دلائل پر بھاری ہے، وہ نفس کتاب اور اس کے بنیادی موضوع سے تعلق رکھتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ امام راغب اور خطیب الاسکافی کی جانب منسوب کتابوں کا تقابلی مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک ہی بات دونوں جگہ درج ہے۔ دونوں کتابوں کا مواد و موضوع ایک ہی ہے۔ بعض بعض جگہوں پر معمولی سا فرق ہو گیا ہے جیسا کہ ابھی تمہید کے سلسلہ میں گفتگو گذر چکی ہے کہ خطیب الاسکافی " للسائل ان یسئال" لکھنے کا التزام کرتے ہیں اور امام راغب کے یہاں کوئی متعین صیغہ نہیں ہے۔ کتاب میں بعض مقامات پر کچھ حذف و اضافہ بھی ہو گیا ہے۔ سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ کتاب کو اپنانے والوں سے ایک بہت بڑی چوک

یہ ہوگئی کہ انھوں نے ان نشانات کو مسخ نہیں کیا جن سے کہ اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ کتاب کا حقیقی مصنف کون ہے، یعنی کتاب میں درج اس عبارت کو بھی نہ حذف کر سکے جس میں کہ مصنف نے اپنی ایک دوسری کتاب "جامع التفسیر" کا تذکرہ کیا ہے۔

حواشی وحوالے جات

۱؎ معجم الادباء، مطبعۃ المامون ۱۸/ ۲۱۴، ۲۱۵، الاتقان فی علوم القرآن، مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی قاہرہ ۱۹۷۸ء ۱/ ۱۰

۲؎ یہ کتاب پہلی بار مطبعہ الخانجی مصر سے ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی اور دوسرا ایڈیشن دارالآفاق الحدیثہ بیروت سے شائع ہوکر ۱۹۷۳ء میں منظر عام پر آیا۔

۳؎ مکتبہ خسرو پاشا۔ مخطوط ۲۵

۴؎ مکتبہ ابراہیم پاشا کے مخطوط ۷۶۸ کے ٹائٹل پر یہی عبارت لکھی ہے۔

۵؎ مکتبہ معہد المخطوطات کے پر یہی نام رقم ہے۔

۶؎ ان مخطوطات کے علاوہ بعض دوسری شہادتیں بھی موجود ہیں۔ اس کا انتساب امام راغب کی جانب بروکلمان ۱/۳۱ ۵۰۵ - ۵۰۶ نے بھی کیا ہے، دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۱۱۹/۳/۷ھ میں امام راغب کی کتابوں میں اسے شمار کیا گیا ہے، ایک مجہول خیال یہ بھی ہے کہ یہ امام رازی کی تصنیف ہے۔

۷؎ المطبعۃ الادبیہ، قاہرہ ۱۳۰۶ھ

۸؎ ۱۷۴۹/ر/ ۱۸۳ مکتبہ السلطان احمد الثالث۔ استنبول۔

۹؎ السیوطی، بغیہ الوعات فی طبقات النحاۃ۔ مطبعۃ الخانجی ۱۳۲۶ھ ص ۳۹۶

۱۰؎ اسرار التاویل وغرۃ التنزیل للراغب مخطوطہ ۷ (تفسیر) معہد المخطوطات۔

۱۱؎ درۃ التنزیل وغرۃ التاویل۔ دارالآفاق الحدیثہ۔ بیروت ص ۲۶۱